بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

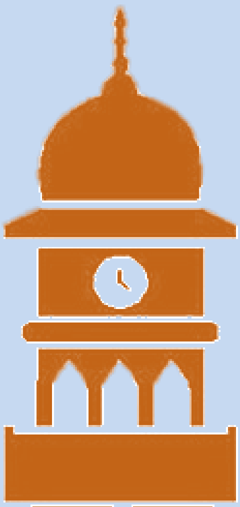

المنار

جولائی ۲۰۱۲

نگران۔ پروفیسر چوہدری حمید احمد۔ صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن۔ جرمنی

ایڈیٹر۔ چوہدری انیس احمد۔ سیکرٹری تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن۔ جرمنی

مینیجر۔ چوہدری نصیر احمد

ترتیب وڈیزائن۔ محمد ظہیر احمد۔ Software Engineer

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱	ارشاد باری تعالیٰ	۱
۲	حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط	۲
۳	پیش لفظ۔صدر ایسوسی ایشن	۳
۶	اداریہ۔چوہدری انیس احمد	۴
۸	میرا تعلیم الاسلام کالج لاہور کا دور۔بشیر احمد رفیق۔سابق امام لندن	۵
۱۳	خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنام۔بشیر احمد رفیق صاحب	۶
۱۴	’’میرا تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ‘‘۔جسٹس ریٹائرڈ محمد اسلام بھٹی	۷
۱۸	تعلیم الاسلام کالج کی فٹ بال ٹیم کا ٹرافی جیتنا۔ زکریا ورک	۸
۲۳	,,مغربی معاشرہ میں ہمارے بچوں کے مسائل‘‘ سیمینار کی تصویری رپورٹ چوہدری نصیر احمد	۹
۲۷	سکالرشپ فنڈ کے معاونین خاص	۱۰
۲۸	چند یادگاری تصاویر	۱۱

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ بِى شَيْـًٔا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٥٦﴾ سورۃالنّور

ترجمہ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

19-4-12

مکرم حمید احمد چوہدری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے زیر اہتمام 28/اپریل کو ایک سیمینار کے انعقاد کی اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور اس سیمینار کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے۔ اللہ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حمید احمد چوہدری
صدر ایسو سی ایشن

جرمنی میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسو سی ایشن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۲۹۔اگست ۲۰۰۵ کو قائم ہوئی۔حضور نے مکرم محترم پروفیسر چوہدری حمیداللہ صاحب۔ وکیل اعلی تحریک جدید کو اپنی نمائندگی کرنے کا ارشاد فرمایا جن کی صدارت میں سابق طلباء کا پہلا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کے جملہ انتظامات ہمارے محترم دوست عرفان احمد خان صاحب نے کئے اور وہی پہلی ٹرم کے لئے ایسو سی ایشن کے سیکرٹری اور دوسری ٹرم کے لئے صدر منتخب ہوئے۔میں ان کی انتظامی اور علمی قابلیت کی قدر کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کا اجر عطا فرمائے۔ وہ اب ایسو سی ایشن کی مشاورتی کمیٹی کے ممبر ہیں۔

ستمبر ۲۰۱۱ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تعلیم لاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسو سی ایشن جرمنی کے سالانہ ڈنر میں تشریف لائے تو جہاں حضور نے لئے ہمیں ہماری بعض کوتاہیوں کی طرف توجہ دلائی وہاں یہ فرما کر ہماری حوصلہ افزائی بھی فرمائی کہ:

"آپ اس ایسو سی ایشن کے pioneer ہیں اور آپ کی دیکھا دیکھی یو کے میں بھی ایسو سی ایشن قائم ہوئی۔ پھر اس کا وہی حال ہوا۔دو سال بننے کے بعدdormant ہو گئی۔ پھر نئے سرے سے ان کو جوش آیا تو اس میں بعض کام انہوں نے بڑے اچھے کئے ہیں ، اسی طرح امریکہ میں بھی اور کینیڈا میں بھی۔تو سب لوگ آپ کی دیکھا دیکھی ایسو سی ایشن قائم کرنا چاہتے ہیں "

اب امریکہ سے یہ خوش کن خبر آئی ہے کہ وہاں جلسہ سالانہ کے موقع پر ازسر نو انتخاب عمل میں آیا اور مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف صدر اور مکرم راجہ ناصر احمد سیکر ٹری منتخب ہوئے ہیں۔ان کے علاوہ چوہدری اسلم پرویز صاحب سیکر ٹری مال اور ڈاکٹر صفی چوہدری اور ناصر جمیل مجلس عاملہ کے ممبران چنے گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ان کا ایک گروپ فوٹو بھی ہوا۔

اگرچہ ہم تو سمجھتے تھے کہ ہماری ویب سائٹ ہی ہمارے مقاصد کے لئے کافی ہے اور ہماری ساری توجہ اسی کو بڑھانے اور بہتر بنانے کی طرف تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا ارشاد ہوا کہ ہم المنار بھی شروع کریں اس حکم کی تعمیل میں ہم نے شروع تو کر دیا ہے اور انشاء اللہ جہاں تک توفیق ہے اسے جاری

رکھیں گے تا ہم اس رسالہ کا معیار تبھی حضور کی توقع کے مطابق پورا اترے گا اگر ہمارے دوست اس کی تیاری میں پورا تعاون کریں گیں۔اس لئے میری اپنے احباب سے درخواست ہے کہ جس رنگ میں بھی آپ ہماری مدد اور رہنمائی کر سکتے ہیں کرتے رہیں۔

المنار تو ہمارے پروگرام کا ایک حصہ ہیں۔حضور کی توقعات تو ہم سے بہت زیادہ ہیں۔سب سے پہلے تو پاکستان میں مستحق بچوں کی مالی امداد کی ذمہ داری ہے۔میں ان دوستوں کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے ایک طالب علم کا ایک سال کا خرچ ادا کر دیا ہے یا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ان کے علاوہ جن دوستوں کو مالی توفیق ہے اور انہوں نے اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا ان سے میری گزارش ہے کہ وہ بھی آگے آئیں اور احسان کا بدلہ جو تعلیم ا لاسلام کالج قائم کرنے والوں اور اس کے اساتذہ کرام نے ہم پر کئے اسی پرو گرام میں شامل ہو کر اتارنے کی کوشش کریں۔ خدا کرے ہمارا قدم آگے سے آگے بڑھتا رہے اور ہم خلیفۃ المسیح کی توقعات پر پورے اترتے رہیں۔

خاکسار حمید احمد چوہدری
صدر ایسو سی ایشن

اداریہ

سیکٹری ٹی آئی کالج ایسوسی ایشن
انیس احمد چودھری

الحمد اللہ المنار کا تیسرا شمارہ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔

ایسوسی ایشن کی سال رواں کی رپورٹ کے بارہ میں عرض کردوں کہ ایڈوائزری کمیٹی کے اب تک تین اجلاس ہو چکے ہیں جن میں فنڈز کی پوزیشن۔ ممبرشپ میں اضافہ۔بچوں کی شمولیت اور مختلف پروگراموں کے انعقاد کے بارہ میں تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ایک جنرل میٹنگ کا مورخہ 28۔اپریل2012 کو انعقاد کیا گیا جس کے پہلے حصہ میں مکرم مولانا فضل الہی انوری صاحب کے سلسلہ تصانیف نصرت رھبانیہ کا تعارف کرایا گیا ۔ان کتب میں احباب جماعت احمدیہ کی دعائوں کی قبولیت کے ایمان افروز واقعات بڑے ہی دلچسپ انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔مکرم مولانا صاحب نے سالہا سال کی ان تھک محنت سے یہ واقعات جمع کرکے کتابی شکل میں پیش کئے ہیں۔یہ کتب اس قابل ہیں کہ نہ صرف ہم خود پڑھیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی یہ واقعات بیان کریں تا انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔مکرم مولانا صاحب نے یہ محنت کسی تجارتی مقصد کے لئے نہیں کہ بلکہ عین خدمت دین کے لئے ۔ اسی لئے وہ اصل لاگت سے بہت کم قیمت پر یہ کتب پیش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔چند حاضرین نے اسی وقت کتابوں کے سیٹ خرید لئے۔

اس اجلاس کے دوسرے حصہ میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع مغربی معاشرہ میں ہمارے بچوں کے مسائل تھا۔اجلاس میں مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب سیکریٹری صاحب امور عامہ کو بھی خاص طور پر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اور مولانا حیدر علی صاحب ظفر ہی کی صدارت میں یہ میٹنگ ہوئی۔

تمام شرکاء نے نے باری باری یورپین معاشرہ میں ہمارے بچوں کے مسائل اور ان کے ممکنہ حل پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔خاکسار کا تعلق چونکہ دارالقضاء جرمنی سے ہے لہذا میں نے عائلی مسائل اور مشکلات کے بارہ میں نیز شادی کے ٹوٹنے کے اسباب سے حاضرین کو بتایا۔اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت سہی رنگ میں کرنے کی طرف توجہ دلائی تاکہ رشتے ٹوٹنے کے رجحان کو ختم کیا جا سکے۔یہ سیمینار بہت دلچسپ اور مفید رہا ۔اگر وقت کی قید نہ ہوتی تو گفتگو کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔میٹنگ کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا

پیش کیا گیا۔

جیسا کہ دوستوں کو علم ہے یہ ایسوسی ایشن اپنے سابقہ دوستوں سے روابط بڑھانے میں مدد گار ثابت ہو رہی ہے اس کے علاوہ پاکستان میں غریب ہونہار طالب علموں کے لئے وظائف کا اہتمام بھی کرتی ہے۔دوست طلباء کے اس فنڈ میں دل کھول کر عطیات دے رہے ہیں اکثر نے اپنے وعدے پورے کر دیئے ہیں۔باقی دوست بھی جلد ادائیگی کریں۔اسی طرح خاکسار کی آپ دوستوں سے درخواست ہے کہ ٹی آئی کالج کے پرانے طالب علموں کی ممبر شپ بڑھانے میں ہماری مدد کریں۔تاکہ پرانے دوستوں سے تعارف رہے اور ہماری ایسوسی ایشن مزید فعال ہو سکے۔

شکریہ

☆☆☆

میرا تعلیم الاسلام کالج لاہور کا دور

بشیر احمد رفیق

میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں نے تعلیم الاسلام کالج، لاہور میں داخلہ لے لیا۔ ان دنوں کالج، گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلو میں تقسیم ملک سے قبل کے D.V.A کالج میں منتقل ہو چکا تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمدؒ اس کے پرنسپل تھے۔ ہم نے چونکہ قادیان سے ہجرت کی تھی اور انتہائی بے سرو سامانی کی حالت ہیں کالج دوبارہ شروع کیا تھا لیکن حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ کی دعاؤں اور اساتذہ کی بے لوث محنت کے نتیجہ میں کالج کے نتائج یونیورسٹی میں 90 فی صد رہے اور خدا کے فضل سے کالج کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔کھیلوں کے میدان میں بھی کالج نے زبردست نام پیدا کیا۔ہماری Rowing ٹیم نے مسلسل کئی سال تک یونیورسٹی کے مقابلہ جات میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

اپریل 1950 میں تعلیم الاسلام کالج نے اپنے علمی رسالہ " المنار " کا اجراء کیا ۔ یہ اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوتا تھا اور بہت جلداس نے اپنے اعلیٰ مضامین ، خوبصورت گیٹ اپ اور اعلیٰ پیپر پر شائع ہونے کی وجہ سے اپنا نام پیدا کرلیا۔ لاہور کے دوسرے کالجوں کے علمی رسائل جو سالہا سال سے چل رہے تھے اور کافی شہرت رکھتے تھے رسالہ " المنار " ان کو پیچھے چھوڑ گیا۔ میری خوش قسمتی تھی کہ رسالہ کے اردو سیکشن کا میں پہلے سال نائب ایڈیٹر مقرر ہوا اور پھر اگلے دو سال میں اس کا ایڈیٹر مقرر ہوا۔میرے کئی مضامین بھی اس میں شائع ہوئے۔میرا ایک مضمون جو خوشحال خان خٹک کی زندگی اور شاعری پر تھا' بے حد پسند کیا گیا۔یہ میری ادبی زندگی کا آغاز تھا۔اس کے بعد اللہ تعالی کے فضل سے میرے کئی مضامین " الفضل" اور سلسلہ کے دیگر رسائل میں شائع ہوئے۔فالحمد للہ۔

1953 میں جب میں بی اے کے فائنل امتحان کی تیاری میں مگن تھا' اچانک اینٹی احمدیہ فسادات پھوٹ پڑے۔ ان فسادات کا آغاز لاہور سے ہوا۔احراریوں اور احمدیت کے دشمنوں نے یہاں تک دعوے کئے کہ وہ احمدیت کا نعوذ باللہ نشان تک مٹا دیں گے۔ تعلیم الاسلام کالج ان کے حملوں کا نمایاں ٹارگٹ تھا۔ہر روز جلوس کی شکل میں سینکڑوں فسادی کالج کے ارد گرد جمع ہوکرنعرے بازی اور خشت باری کیا کرتے۔کالج میں گھسنے اور آگ لگانے

کی کوشش کرتے لیکن کامیاب نہ ہوسکتے۔پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی اعلیٰ قیادت کے نتیجے میں کالج ایک مضبوط قلعہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ میں بھی دن رات کالج کی دفاع میں دوسرے طلبہ سے ساتھ لگا ہوتا تھا۔پڑھائی کا تو ان دنوں تصوّر بھی نہ ہوسکتا تھا۔یہ بہت کٹھن وقت تھا۔ لاہور میں حالات تشویشناک صورت اختیار کر چکے تھے۔کئی احمدیوں نے جام شہادت نوش کیا۔بے شمار احمدیوں کے گھر جلا دئے گئے۔احمدی گھروں کو لوٹا گیا۔یوں لگتا تھا کہ کوئی حکومت موجود نہیں۔جنگل کا قانون رائج ہے۔

ہمیں کالج کی حفاظت کے علاوہ دیگر احمدی احباب کی حفاظت کیلئے بھی بھجوایا جاتاتھا۔جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور ان دنوں لاہور کے امیر تھے۔ان کے مکان پر بھی حملہ ہوا اور بالآ خر انہیں گرفتار کرلیا گیا۔میری ڈیوٹی کئی بار ان کے گھر کی حفاظت پر لگی۔بہر کیف یہ بہت پریشانی کے ایاّم تھے۔
فسادات پر بالآخر فوج نے قابو پالیا لیکن میں بر وقت تیاری نہ ہونے کی وجہ سے بی اے کے امتحانات میں شریک نہ ہو سکا اور ستمبر میں بے اے کے سپلیمنٹری امتحان میں شریک ہوا۔چونکہ کوئی خاص تیاری نہ تھی اس لئے پاس ہونے کی بھی کوئی امید نہ تھی۔ ان دنوں میرے دل میں خیال آیا کہ کہ کیوں نہ حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں متواتر دعا کی درخواست کروں۔تیاری نہ بھی ہو تو اللہ تعا لی اپنے فضل سے پاس تو کرسکتا ہے۔چنانچہ میں نے ایک دن بیٹھ کر تقریبا 30- کے قریب دعائیہ خطوط تیار کئے اور انہیں لفافوں میں بند کرکے ان پر پوسٹیج ٹکٹ لگا کر رکھ لئے۔روزانہ ایک خط میں حضور کی خدمت میں ربوہ بھجوادیتا تھا۔چند دنوں بعد حضورؓ کی طرف سے جوابات ملنے شروع ہوئے جس میں لکھا ہو تا تھا کہ حضورؓ نے تمہارے لئے دعا کی ہے۔یہ سلسلہ جاری رہا۔ایک دن مجھے حضورؓ کی طرف سے ایک خط ملا کہ روزانہ تمہاری طرف سے مجھے ایک خط دعا کا ملتا ہے اور میں تمہاری کامیابیوں کے لئے دعا کرتا ہوں' تم انشاء اللہ امتحان میں ضرور کامیاب ہو جاوٴگے' اطمینان رکھو اور مجھے دعا کیلئے یاد دہانی کراتے رہا کرو۔مجھے حضور کے اس خط سے بہت تسلّی ہوئی لیکن تیاری نہ ہونے سے پریشانی بھی رہتی تھی۔ میرا سب سے کمزور مضمون انگلش لٹریچر تھا اور اس کی طرف سے میں بالکل نا امیدہو چکا تھا۔
خیر امتحان میں جب چار دن باقی رہ گئے تو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی شخص نے مجھے پرچہ امتحان دے کر کہا کہ یہ تمہارا انگلش لٹریچر کا پرچہ ہے اسے یاد کرلو۔میں نے پرچہ پڑھا تو اس شخص سے کہا کہ یہ تو بہت مشکل پرچہ ہے اور مجھے ان سوالات کے جوابات بھی نہیں آتے۔اس نے کہا اسی واسطے تو تمہیں یہ دکھا رہا ہوں کہ ان سوالات کو یاد کرلو۔اس کے ساتھ ہی میں خواب سے بیدار ہوا۔میں نے جلدی سے ان سوالات کوایک کاغذ پر لکھ لیا اورپھر سو گیا۔اگلے روز مجھے خواب یاد نہ رہی۔شام کو یونہی اس کاغذ پر نظر

پڑی تو یہ خواب بھی یاد آگئی۔میرے دوست مکرم اسلم باجوہ صاحب جو میرے ساتھ ایک ہی کمرہ میں تھے انہیں میں نے خواب سنائی اور سوالات دکھائے وہ کہنے لگے کہ یہ سوالات تو ہر گز نہیں آسکتے اور کسی guess paper میں بھی درج نہیں ہیں لیکن میں نے سوچا کہ خواہ یہ سوالات نہ بھی آئیں انہیں یاد کرنے میں اورجوابات تیار کرنے میں کیا حرج ہے۔آخر یونہی تو خواب نہیں آئی۔ چنانچہ میں نے نہ صرف خوب تیاری کی بلکہ ان سوالات کے جوابات کو ایک حد تک حفظ کرلیا۔چند دن بعد جب میں انگلش لٹریچر کے امتحان کے لئے کمرہ امتحان میں داخل ہوا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ بعینہ لفظ بہ لفظ وہی پرچہ میرے سامنے تھا جو میں خواب میں دیکھ چکا تھا۔میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور سوالات حل کرنے شروع کردئے اور خدا کے فضل سے سو فی صد پرچہ حل کرکے کمرہ امتحان سے باہر آگیا۔میرے دوست جنہیں میں چند دن قبل اپنی خواب سنا چکا تھا ' سب حیرت زدہ تھے اور اس بات پر بار بار افسوس کررہے تھے کہ وہ میری خواب پر اعتبار نہ کرکے پرچہ صحیح حل نہیں کر سکے تھے۔میں خود اس معجزہ پر حیران و ششدر تھا اور اللہ کا بار بار شکر ادا کرتا تھا۔اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں ضرور پاس ہو جاؤں گا۔ ایک طرف حضورؒ کا خط تھا کہ تم پاس ہوجاؤگے دوسری طرف اس سچی خواب نے حوصلہ بلند کردیا تھا اور میں مطمئن ہو کر امتحان کے بعد گاؤں چلا گیا اور نتیجہ کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعدنتیجہ نکل آیا اور مجھے رزلٹ دیکھ کر شدید shock پہنچا کہ میں فیل ہو گیا ہوں۔میں سخت پریشان ہوا کہ آخر اگر مجھے فیل ہی ہونا تھا تو کیوں مجھے اللہ تعالٰی نے امتحان سے قبل پرچہ دکھایا اور پھر حضورؒ نے انتہائی وثوق سے لکھا کہ تم پاس ہوجاؤگے۔بعض اوقات میرا ایمان متزلزل ہونے لگتا تھا اور دل میں عجیب عجیب خیالات آنے لگتے تھے۔میں پشاور میں نتیجہ اخبارات میں دیکھنے کے بعد مایوسی کی حالت میںواپس گاؤں آگیا تو والد صاحب نے دریافت کیا کہ نتیجہ کیا نکلا ہے؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں فیل ہو گیا ہوں' انہوں نے مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ کوئی بات نہیں تمہاری تیاری بھی تو فسادات پنجاب کی وجہ سے مکمل نہیں تھی اگلے سال انشااللہ پاس ہوجاؤگے۔دو چار دن گزرے تو ایک دن حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں جب بھی رات کو اٹھ کر تمہارے لئے دعا کرتا ہوں تو آواز آتی ہے کہ بشیر احمد تو پاس ہوچکاہے۔میں نے والد صاحب کو کالج کی طرف سے آمدہ نتیجہ کا خط لا کر دکھایا ' جس میں کالج والوں نے مجھے با قاعدہ اطلاع دی تھی کہ میں فیل ہو چکا ہوں' تو والد صاحب خاموش ہوگئے۔

دوچار روز کے بعدحضرت والد صاحب نے فرمایا کہ عجیب بات ہے مجھے ہر رات دعا کے دوران آواز آتی ہے کہ بشیر احمد تو پاس ہو چکا ہے۔پھر فرمایا کہ ممکن ہے یہ اگلے سال کے لئے اطلاع ہو۔ دن گزرتے چلے گئے۔

میں نے دوبارہ کالج میں داخل ہونے کی تیاری مکمل کر لی۔ایک دن ڈاک میں میرے نام دس پندرہ خط آئے تو مجھے سخت حیرت ہوئی کہ اتنے سارے خطوط کہاں سے آگئے ان میں سے ایک خط کالج کی طرف سے تھا۔میں نے پہلے وہ کھولا تو اسے پڑھ کر مبہوت ہو کر رہ گیا۔خط میں لکھا تھا کہ یونیورسٹی نے غلطی سے تمہیں فیل قرار دیا تھا اب پرچوں کی دوبارہ پڑتال ہونے کے بعد تم پاس قرار دئے گئے ہو۔

باقی خطوط دوستوں کے مبارکباد کے تھے۔میں نے جب والد صاحب کو اطلاع د ی تو وہ فورا سجدہ میں گر پڑے اور پھر فرمایا کہ مجھے تو ہررات تمہارے پاس ہونے کی خوش خبری دی جا رہی تھی لیکن یونیورسٹی کی غلطی وجہ سے معاملہ الٹ گیا تھا۔آخر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں مجھے پاس کردیا۔فالحمدللہ۔

کچھ دنوں بعد میں حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو سارا واقعہ بتایا۔حضور نے فرمایا کہ مجھے دعائوں کے بعد ہی تمہارے پاس ہونے کی خبر دی گئی تھی جس کی اطلاع میں نے تمہیں کر دی تھی۔خدائی بات کو کون ٹال سکتا ہے؟

کالج کا دور میرے لئے بہت ایمان افروز بھی تھا۔وقتاً فوقتاً کالج کی طرف سے صحابہ حضرت مسیح موعود ۔علیہ السلام کو دعوت دی جاتی تھی۔وہ ہمیں حضرت مسیح موعود ۔ کے زمانہ مبارک کی باتیں بتاتے تھے جو ہمارے کئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتی تھی۔کالج میں مجھے ایک نہایت مشفق استاد حضرت مولانا ارجمند خان صاحب کی صورت میں ملے۔آپ پٹھان تھے اور حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ خلافت میں افغانستان سے ہجرت کرکے قادیان آئے تھے۔یہاں مولوی فاضل پاس کیا اورپھر مدرسہ احمدیہ میں استاد مقرر ہوئے۔لاہور جب تعلیم الاسلام کالج کھلاتو آپ کی تقرری بطوراستاد دینیات کالج میں ہوگئی۔

آپ شگفتہ مزاج اور انتہائی مہمان نوازانسان تھے۔ مجھ پر خاص نظر شفقت رکھتے تھے۔ کالج کے اوقات کے بعد میرا اکثر وقت آپ کی صحبت میں گزرتا تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔دیگر اساتذہ میں سے مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب، مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب اور مکر م پروفیسر سلطان محمود صاحب نے مجھے بہت متاثر کیا۔ا للہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔آمین۔

اس زمانہ کے میرے کلاس فیلوز کو خدمت دین کی بہت توفیق ملی اور مل رہی ہے۔ان میں سے بعض امرائے جماعت ہیں، بعض مرکزی دفاتر ربوہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ بعض دنیوی اعلیٰ عہدوں پر سرفراز رہے اور اب بھی ہیں۔غرضیکہ میری زندگی کا یہ نہایت خوشگوار دور تھا۔

لاہور کی یادیں اب تک میرے دل و دماغ کو گرماتی ہیں۔ لاہور میں طالب علمی کے دوران مجھے ادبی

سرگرمیوں کا بھی شوق رہا۔میں کالج کی اُردو سوسائٹی کا صدر ہونے کے ناطے بعض مشہور ادیبوں اور شاعروں سے بار ہاملتا رہا۔انہیں کالج کی اُردو سوسائٹی کی میٹنگز میں بلاتا رہا۔ان میں مشہور شوکت تھانوی ، و قار عظیم ، ڈاکٹر تاثیر مرحوم (مشہور شاعر) شامل ہیں۔جگر مراد آبادی سے بھی شوکت تھانوی کے ذریعے ملنے کا موقع ملا۔ " حلقہ ارباب ذوق " جو مشہور ادبی تنظیم ہے، کے درجنوں اجلاسات میں مجھے شرکت کرنے کا موقع ملا۔جن لوگوں سے ملاقات کے مواقع ملے ان میں سے سعادت حسن منٹو ، خدیجہ مستور، حاجرہ مسرور، ندیم قاسمی اور ظہیر کاشمیری جیسے عظیم ادیب اور شعراء شامل ہیں۔

1953 میں میں نے بی اے کا امتحان پاس کرلیا۔ جون 1954 میں کالج کانو وکیشن منعقد ہوا جس میں اس وقت کے وزیر خا رجہ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ نے ہمیں ڈگریاں دیں اور ہمارے ساتھ تصویر کھنچوائی۔ میں حضرت چوہدری صاحبؓ کو دور سے قادیان میں بارہا دیکھا تھا لیکن زندگی میں پہلی مرتبہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، بعد میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ان کی صحبت سے خوب سیراب ہوا۔

(ماخوذ از چند خوشگوار یا دیں مصنف مصنفہ بشیر احمد رفیق۔سا بق امام مسجد لندن)

نوٹ: مکرم محترم بشیر احمد رفیق کی یہ ایمان افروز تصنیف پڑھنے کے لا ئق ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا تبصرہ اور خوشنودی کا خط رسالہ میں شامل کیا گیا ہے۔

☆☆☆

مکرم جناب بشیر رفیق صاحب کی کتاب 'چند خوشگوار یادیں'
کے بارے میں
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ کی خوبصورت تحریر

وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن
24-11-10

پیارے مکرم بشیر احمد رفیق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنی زندگی کی سچی یادوں پر مشتمل کتاب ''چند خوشگوار یادیں'' کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ الحمدللہ۔

میں نے لفظاً لفظاً تو کتاب نہیں پڑھی۔ لیکن جستہ جستہ دیکھی ہے۔ لیکن جس واقعہ پر بھی نظر پڑتی ہے۔ اس کو مکمل کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ خاص طور پر آپ کی ابتدائی زندگی کے واقعات۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزرے دنوں کی یادیں۔ آپ کی تربیت کا انداز۔ خلفاء کے ساتھ گزرے دن۔ پرانے بزرگوں کی صحبت اور ان کی نصائح کے طریق اور قیمتی نصائح۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ نہ صرف نئی نسل کو بلکہ واقفین زندگی کو بھی پتہ ہونی چاہئیں۔ جو یقیناً ایک واقف زندگی کو وقف کی روح کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور ایمان میں تازگی پیدا کرتی ہیں۔

پھر آپ کے والد صاحب کے اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنی اولاد کو وقف کرنے کی تڑپ اور اس کے لئے شب و روز کی دعائیں احمدی والدین کے لئے بھی ایک نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو بھی خلافت اور جماعت سے حقیقی وفا کے تعلق کو قائم رکھنے اور اس میں بڑھنے کی توفیق دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی حقیقی غلامی میں آنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ انگریزی دان طبقہ کے لئے بھی اس کتاب کو ایمان و اخلاص میں ترقی کا باعث بنائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

نقل دفتر PS لندن

"میرا تعلیم ا لاسلام کالج میں داخلہ "

جسٹس (ریٹا ئرڈ) محمد اسلام بھٹی

میرے چھوٹے ماموں عزیز نے کہا کہ بی بی (میری ماں کو سبھی لوگ اسی نام سے پکارتے تھے) ہم اسے تعلیم ا لاسلام کالج لاہور میں داخل کر وائیں گے۔چنانچہ وہ مجھے لاہور لے گئے۔تعلیم ا لاسلام کالج لاہور میں جب فارم وغیرہ دیا تو میرے ماموں میرے ساتھ تھے۔اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کالج کے پرنسپل تھے۔ اگست 1952ء کے یام تھے۔ حضرت صاحب اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے اور باری باری داخلہ کے خواہش مند بچوں کو اندر بلا رہے تھے۔جب حضور نے مجھے بلا یا تو ماموں بھی ساتھ گئے۔بہت ساری باتیں ہمارے گائوں کے متعلق بھی دریافت فرمائیں۔میں نے عرض کیا کہ میں نے میڈیکل میں داخلہ لینا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میڈیکل والی بات غلط ہے۔فرما یا ہمارے کچھ بچے تعلیم ا لاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے یہاں آئے ہیں۔ان میں سے ایک منور احمد چونڈہ صاحب تھے جنھوں نے پوری پنجاب یو نیورسٹی میں پہلی پو زیشن حاصل کی تھی۔پھر سعید احمد خاں رحمانی اور عبد الغفور زاہد تھے۔حضور نے ان سب کا حوالہ دے کر مجھے کہ میں نے کچھ بچوں کو مقابلہ کے امتحانوں کے لئے تیار کرنا ہے۔اس لئے تمہیں میڈ یکل میں داخلہ نہ لینے کی نصیحت کرتا ہوں۔اس کے بعد میرے لئےدوسری آپشن pre-engineering تھی۔میں نے نان میڈیکل میں داخلہ لے لیا۔مگر کچھ دنوں کر بعد کیمسٹری بھی چھوڑ دی اور اس کی جگہ عربی بطور اختیاری مضمون رکھ کی۔سعید احمد رحمانی بھی میرے ساتھ تھے۔باقی اساتذہ کا تو مجھے اس وقت یاد یاد نہیں مگر حضرت صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب بہت خوش ہوئے اور فرما یا کہ عربی مضمون لے کر تم نے بہت ٹھیک کیا ہے۔عربی اس زمانے میں اور بعد میں بھی مکرم صوفی بشارت ا لرحمان صاحب مرحوم پڑھا یا کرتے تھے۔ مکرم صوفی بشارت ا لرحمان صاحب کا شمار انتہائی بزرگ اسا تذہ میں ہوتا تھا۔ ان کا عربی پڑھانے کا انداز میرے سابقہ سکول سے بہت مختلف تھا۔انہیں عربی زبان سے جنون کی حد تک عشق تھا۔

حضرت صاحب کی اس عاجز پر غیر معمولی نوازشات رہی ہیں جن کا سلسلہ کالج میں داخل ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا۔داخلہ کے چند دنوں بعد ہی ہوسٹل میں بھی داخلہ مل گیا۔کچھ دنوں تک تو میں ڈارمیٹری میں رہا

۔وہاں میرے دوسرے ساتھی سعید احمد خان رحمانی اور عبد ا لغفور زاہد تھے۔پھر ہم سب کو الگ الگ کیو بیکلز مل گئے۔ ہوسٹل کے سپر نٹنڈٹ مکرم محترم چو ہدری محمد علی صاحب مد ظلہ تھے۔ اگرچہ میں ان سے پڑھتا تو نہیں تھا تا ہم ان کو اتنا نفیس اور پیار کرنے والی شخصیت پا یا کہ میرے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

میں مکرم صوفی بشارت ا الرحمان صاحب مرحوم اور مکرم چو ہدری محمد علی صاحب مد ظلہ کی نوازشوں کا جس قدر اور جس تفصیل سے ذکر کروں وہ کم ہو گا۔ان لوگوں کا پیار۔شفقت۔محبت اور راہنمائی مجھے ہمیشہ حاصل رہی اور اس کا زبانی یا تحر یری ذکر شا ید مجھ سے نہ ہو سکے۔ان دو کے علاوہ اخوند عبدا لقادر صاحب ہمارے انگر یزی کے استاد تھے۔میاں عطاء ا لرحمان سے میں نے فزکس پڑھی۔خان ارجمند خان اور حضرت مولانا غلام احمد بدو ملہی سے دینیات۔ مکرم اخوند عبدا لقادر صاحب کوب شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت سیدھے سادھے بہت مخلص اور اور بہت اچھے استاد تھے جو میری ہر معا ملہ میں راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

جب میں فرسٹ ائیر میں تھا تو میں صوفی صاحب کے مشورہ پر اخوند صاحب کے پاس حاضر ہوا۔انہوں نے مجھے انگریزی زبان کے ناولوں اور دیگر علمی و ادبی کتب کی فہرست تحریر کروائی۔ان کی ہدایت کے مطابق میں نے گرمیوں کی چھٹیوں میں ان کی بتائی ہوئی جملہ کتب پڑھ لیں۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ میں نے واقعی ایسا کیا ہے تو وہ بہت خوش ہو ئے۔

کالج کے چاروں سال ان کے پیار اور شفقت کا بہت حصہ مجھے ملا۔ اخوند صاحب انگر یزی بہت تیز بولا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دوسرے لوگ پنجابی میں سوچتے اور پھرانگریزی میں ڈھالتے ہیں۔میں انگر یزی میں سوچتا اور انگر یزی میں بیان کرتا ہوں۔

میں ابھی فرسٹ ائیر میں تھا۔شاید داخل ہرئے چند ما ہ ہوئے تھے۔ایک دن میں کالج کی گرائونڈ میں کھڑا تھا اور میں نے سر پر ہاتھ رکھا ہوا تھا کہ حضرت میاں صاحب (پرنسپل) کی کار سامنے آ کر رکی۔میاں صاحب نے مجھے دیکھا اور بلند آواز میں کہا " اسلام ادھر آئو" میں قریب گیا تو پوچھا کہ سر پر ہاتھ کیوں رکھا ہوا ہے۔میں نے عرض کیا۔سر درد ہو رہا ہے۔فرامنے لگے سر درد کیوں؟ ساتھ ہی حکم ہوا " میرے پیچھے آئو"۔دفتر میں جا کر جنید ہا شمی صاحب جو کا لج کے آفس سپرنٹنڈنٹ تھے کو فرمایا کہ ڈاکٹر قاضی بشیر احمد صاحب (جو اس زمانے میں مشہور آئی سپیشلسٹ تھے) کے نام چٹھی لکھو کہ اسلام کی آنکھیں چیک کریں۔انہوں نے چٹھی لکھ کر میرے حوالے کر دی۔ اب میرے جیسا طالب علم سوچ بھی نہیں کر سکتا تھاکہ اپنی آنکھوں کا ٹیسٹ کروانے کے لئے قاضی صاحب جیسے معروف آئی سپیشلسٹ کے پاس جائے گا۔ یہ تو سفیر محبت کی ذرہ نوازی تھی کے میرے جیسے کو اتنے بڑے ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔ٹیسٹ کے کچھ دنوں بعد میں تجویز کردہ عینک لگائے حضرت

میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا اب تم ٹک شاپ سے اتنا دودھ (جو اب مجھے یاد نہیں) ہر روز پیا کرو اور اتنی سو یا بین اور اتنے با دام کھا یا کرو۔ میں تو حیران ہوں کہ مجھے اس زمانے میں سیروں کے حساب سے با دام اور سویا بین جیسی آپکی شفقتوں کے طفیل ملنا شروع ہو گئیں۔اس طرح نہ صرف میرے بلکہ میرے دوستوں کے بھی مزے ہو گئے۔حضرت میاں صاحب کی شفقت و محبت آہستہ آہستہ میرے لئے بڑھتی ہی گئی۔حضرت صاحب طلباء کی تعلیم و تربیت کو ساتھ ساتھ ان کی جسمانی صحت میں بھی ذاتی دلچسپی لیا کرتے تھے۔ایک باپ سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر پیار کرنے والی شخصیت تھے۔

لاہور میں کالج کے دوسال intermediate کے امتحان کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے۔ بہت ساری دوسری باتوں کے علاوہ میں کالج کے دینی ماحول اور ڈسپلن کے اعلیٰ معیار کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تمام نمازیں با جماعت ادا کی جا تیں۔عشاء کی نماز کے بعد مکرم صوفی بشارت ا لرحمان صاحب کی پند و نصائح لا جواب ہو اکرتی تھیں۔ اگرچہ بعض دوستوں کو شکایت ہوتی کہ صوفی صاحب جرورت سے زیادہ سختی کرتے ہیں مگر میری دیانتدارانہ رائے میں وہ سختی اور ان کی نصا ئح ٹی آئی کالج جیسے دینی اور علمی ادارہ میں زیر تعلیم نو جوانوں کے لئے ان کی آئندہ زندگیوں میں ان کے لئے ایک لا ئحہ عمل تر تیب دینے کے لئے انتہائی ضروری تھیں۔ اور میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میری تعلیم و تربیت ٹی آئی کا لج جیسے تعلیمی ادارہ میں ہوئی۔

1954ء میں تعلیم ا لاسلام کا لج لاہور سے ربوہ منتقل ہو گیا۔ابتدا میں کالج کی عمارت کے ساتھ ساتھ ہوسٹل بھی زیر تعمیر تھا۔ دروازے اور کھڑکیاں ابھی نہیں لگی تھیں۔مگر کسی قسم کی کوئی چوری چکاری نہیں ۔ کوئی شرارت نہیں۔فو ر اً ہی تعلیم و تربیت کا لاہور والا سلسلہ رواں دواں ہو گیا۔اسا تذہ اور طلباء اسی طرح کلا سوں میں جت گئے۔ ہوسٹل میں رہائش اور با جماعت نمازوں کا اہتمام لاہور سے بھی بہتر انداز میں شروع ہو گیا کیونکہ اب ہم لاہور میں نہیں بلکہ ربوہ کے کلی طور پر دینی ما حول میں رہ رہے تھے۔یہ محض اللہ کا کرم تھا۔ انسان کی زندگی میں بے شمار واقعات رو نما ہو تے ہیں لیکن ہر واقع کو تا ریخ وار یاد رکھنا اور بیان کرنا بہت مشکل امر ہے۔میں تعلیم ا لا سلام کالج کے میگزین" المنار "
کے ہر دو سیکشن اردو اور انگلش کا ایڈیٹر بھی رہا۔ پر ویز پروازی صاحب اردو حصہ کے نا ئب ایڈیٹر تھے۔ میری ادارت میں چھپنے والے ایک شمارہ میں ایک دوست محمد الیاس بشیر کے جو شا ہین تخلص کرتے تھے دو شائع شدہ پسندیدہ اشعار مجھے کبھی نہ بھولیں گے

تو نے چپکے سے مجھ کو سونپ دیئے۔مضمحل چا ند مضطرب تا رے
اک سسکتا ہوا دل نا شاد ۔ ان گنت آنسوئوں کے انگارے

مکرم محترم چوہدری محمد علی صاحب ہمارے انگلش سیکشن کے انچارج تھے اور صوفی بشارت الرحمان صاحب اردو کے۔غالباً کچھ عرصہ کے لئے مکرم پروفیسر نصیر احمد خان بھی اردو سیکشن کے انچارج رہے۔انہی دنوں نوائے وقت گروپ کے رسالہ قندیل اور بعض اردو اور انگریزی اخبارات میں میرے خطوط وغیرہ شائع ہوتے رہے۔ جن کے بعض شمارے ابھی بھی میری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔غرضیکہ کالج کا زمانہ ایک علمی اور ادبی زمانہ ہوتا ہے۔لیکن جب میدان عمل میں داخل ہوا تو لکھنے پڑھنے کا شوق زیادہ تر صرف قانون کی کتب پڑھنے اور فیصلے لکھنے کی حد تک محدود ہو گیا۔ تاہم مجھے مطالعہ کا شوق بہت رہا ہے۔ میری ذاتی لائبریری میں سینکڑوں کتب موجود تھیں جو میں نے مستقلاً امریکہ جانے سے قبل بعض کتب خانوں کو تحفہ پیش کر دیں۔

(ماخوذ از عدالت عالیہ تک کا سفر۔مصنفہ جسٹس (ریٹائرڈ) محمد اسلام بھٹی)

نوٹ : جسٹس ریٹائرڈ محمد اسلام بھٹی نے تعلیم الاسلام کالج سے بی۔اے کیا اور پھر ایل ایل بی کرکے عدالتی زندگی کا آغاز کیا۔انہوں نے سول جج سے ملازمت کا آغاز کیا اور پنجاب ہائی کورٹ کے جج بن کر ریٹائر ہوئے۔ اپنی طالب علمی وہ فضل عمر ہوسٹل کے چیف پریفیکٹ بھی تھے۔ نہایت منکسر المزاج۔ انتہائی دیانتدار۔ اپنے اساتذہ کا ادب کرنے والے اور دوستوں سے محبت اور شفقت کا سلوک کرنے والے۔متوکل۔خود دعا گو اور خلفاء وقت کی اطاعت کرنے والے ۔ والدین کی خدمت کرکے ان کی دعائیں لینے والے۔ غرباء کے حقوق ادا کرنے والے ۔ ایمانی غیرت رکھنے والے اور احمدیت کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہنے والے انسان ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ان کی تصنیف" عدالت عالیہ تک کا سفر " نہایت دلچسپ اور ایمان افروز آپ بیتی ہے جو ہر احمدی کے پڑھنے کے لائق ہے۔(ادارہ المنار)

☆☆☆

ٹی آئی کالج کی فٹ بال ٹیم کا ٹرافی جیتنا

زکریا ورک (کینیڈا)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں عاجزدو سال تک 1963-65 زیورتعلیم سے آراستہ ہوُا تھی۔ اس وقت ہمارے پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدصا حب (رحمہ اللہ تعالیٰ) تھے۔ جن اساتذہ کے نام آج قریب نصف صدی بعد بھی نوک زبان ہیں وہ درج ذیل ہیں؛ محمد ابراہیم صا حب ناصر، چوہدری حمید اللہ صا حب، مبارک احمد صا حب انصاری، رفیق احمد ثاقب صا حب،ڈاکٹر ناصر احمد صا حب پرویز پروازی، محمد اسلم صا بر صاحب، مکرم میاں عطاء الرحمن صا حب، عزیز احمد چوہدری صا حب ، سلطان محمود شاہدصا حب، پروفیسر نصیر احمد خانصا حب، پروفیسر محمد شریف خانصا حب۔نیرنگی زمانہ دیکھئے کہ مکرم میاں عطاء الرحمن صا حب کی ایک پوتی عفت میری بہو ہے۔الحمد للہ

جن ہم عمر طلباء یا عمر میں بڑے طلباء کے ساتھ میں نے وہاں زندگی کے دو خوشگوار سال گزارے ان میں سے چند ایک کے نام میرے ذہن کی تختی پر النقش کالحجر ہیں۔:ہدایت اللہ ہادی، منیر الحق شاہد، محمد اسحق، رضی اللہ صا دق، شاہد احمد چوہدری، فلاح الدین شمس، مبارک احمد عابد، محمد عاقل خان، مرزا مغفور احمد، نصیر احمد مہاشہ(لندن)، منیر احمد باجوہ (ہمبرگ) ، جمیل لطیف، نسیم احمد سیفی، سعید احمد چوہدری(میجر)، سلطان شرلی، لطیف احمد جھمٹ،خالد تاج(ٹورنٹو)۔ان بعض ہم جماعتوں میں سے کئی ایک کینیڈا میں سکونت پذیر ہیں۔منیر الحق شاہد اور ہدایت اللہ ہادی سے میرا رابطہ ابھی تک قائم ہے۔ ہادی صا حب گزشتہ بیس سال سے احمد یہ گزٹ کینیڈا کی ادارت کے فرائض بڑی تندہی اور جانفشانی سے سر انجام دے رہے ہیں۔اعلیٰ پائے کے قلمکار ہیں۔خالد تاج کے پاس المنار کے پرانے شمارے ابھی تک محفوظ ہیں،کالج کو یاد کرکے ان کی آنکھوں میں آنسو رواں ہوجا تے ہیں۔

ہماری ٹیم نے ٹرافی کیسے جیتی؟

میرے تعلیم الاسلام کالج میں دوسالہ قیام کے دوران 1964میں جو زمین شکن واقعہ رونما ہوا ، وہ ہمارے کالج کی فٹ بال ٹیم کا جھنگ شہرمیں میچ کھیلنا اور زونل ٹرافی جیت کر لانا تھا۔کالج کی باسکٹ بال اور

روئنگ کی ٹیموں کا شہرہ تو زبان زد عام تھا مگر فٹ بال گمنام سی تھی۔بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا فٹ بال کو ثانوی حیثیت حاصل تھی۔ٹیم میں میری پوزیشن لیفٹ آؤٹ ہوُا کرتی تھی۔جو طالب علم میرے ساتھ فٹ بال ٹیم میں تھے ان میں سے مجھے منیر باجوہ(ہمبرگ جرمنی)، محمد عاقل(جرمنی)، عبد الحمید عابد (لاہور)، حلیم بھٹہ ، نیاز مصلح کے نام ابھی تک از بر ہیں۔مجھے خوب یاد ہے کس طرح ہم روزانہ فٹ بال کی پریکٹس کالج کی گراؤنڈز میں سہ پہر کے وقت کیا کرتے تھے۔اکثر ہم ڈگری کے طلباء کے مقابل کھیلا کرتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے شہروں سے بھی ٹیمیں ربوہ آیا کر تی تھیں۔ ایک دفعہ جب ڈگری ٹیم کا ایک کھلاڑی وقت پر نہ آیا تو میں نے ڈگری ٹیم کیساتھ میچ کھیلا تھا۔

جب میری فٹ بال ٹیم کیلئے سیلکشن ہوگئی تو اب بوٹس اور ٹیم یو نیفارم خریدنا تھا جو شاید پچیس روپے کا تھا۔گھر کی مالی حالت ایسی تھی کہ اتنی بڑی رقم کیلئے استطاعت نہیں تھی۔گھر آیا تو دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا۔یہ دیکھ کر بھائی جان چوہدری محمد ادریس نے یہ رقم عطا کی تھی۔ہمارا یونیفارم سیاہ اور سفید رنگ کا تھا۔سہ پہر کوجب پریکٹس ختم کر لیتے تو پھر ٹک شاپ میں آکر دودھ پیا کرتے تھے۔آج میں 48سال بعد جب میں کالج میں گزرے ہوئے وقت کا سوچتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ واقعی ہم تمام طلباء میں ٹیم سپرٹ بدرجہ اتم موجود تھی۔ جب ہماری ٹیم جھنگ سے ٹرافی جیت کر ربوہ آئی تو ہم نے گولبازار میں اس کو اٹھا کر جلوس کے رنگ میں خوشی کا اظہار کیا تھا۔کالج کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھاکہ ہماری ٹیم نے فٹ بال کی کھیل میں ٹرافی جیتی تھی۔اس ٹیم کی تصویر میرے پاس موجود ہے اور یہ ٹی آئی کالج کے ویب سائٹ پر بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ تصویر مجھے ٹیم کے انچارج عزیز احمد چوہدری صا حب نے1985ء میں میرے اصرار پر بھجوائی تھی۔اس کیلئے میں ان کو شرمندہ احسان ہوں۔آپ اس وقت دارلقضاء ربوہ میں قاضی کے عہدہ پر فائز ہیں۔

لاہور میں بورڈ فٹ بال ٹرائیل

جھنگ سے ٹرافی جیتنے کے بعد ہماری ٹیم میں سے چار طالب علم لاہوربورڈ کے فٹ بال کے ٹرائی آؤٹس کیلئے گئے تھے جن کے نام یہ ہیں: منیر احمد باجوہ(رول نمبر162)، محمدزکریا(رول نمبر152)، عبد الحمید عابد(رول نمبر20) ، محمد عاقل خان(رول نمبر70)۔ حسن اتفاق سے میرے پاس وہ کاغذ اب تک موجود ہے جس پر عبد الرشید فوزی صا حب کے دستخط ہیں جو اس سال فٹ بال ٹیم کے انچارج تھے۔کاغذ پر پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی مہر اور دستخط بھی ہیں۔لاہور میں ہم نے رات دلی دروازے کی احمدیہ مسجد میں صفوں پر سو کر گزاری تھی اور اگلے روز یونیورسٹی کی گراؤنڈز میں فٹ بال کے ٹرائی آؤٹس کیلئے گئے تھے۔

فٹ بال ٹیم کی کوچ محترم عزیز احمد طاہر صا حب نے ہماری ٹیم کے چیمپئین شپ جیتنے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے:

مجھے کالج میں فٹ بال کی ٹیم کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔ دوپہر کا کھانا ہوسٹل سے منگوا کر کھاتا۔ ایک حاضری کا خرچ سوا پانچ آنے تھا۔بی اے آنرز کی کلاس لینے کے بعد سہ پہر فٹ بال گراؤنڈ میں چلا جاتا۔تقریباً ایک گھنٹہ انٹر اور ڈگری کی ٹیمیں پریکٹس کرتی تھیں۔ اس کام میں کالج کے ڈی پی وقتاً فوقتاً میری معاونت کرتے۔ ۔جلد ہی مجھے انٹر میڈیٹ کیلئے فٹ بال زونل ٹورنامنٹ کا شیڈول مل گیا۔ مجھے چونکہ ٹیم کیلئے بعض انتظامات کرنے تھے اسلئے ٹیم کو پروفیسر چوہدری نذیر احمد صاحب (شعبہ تاریخ)کے ہمراہ جھنگ بھیج دیا اور خود ربوہ سے ایک گھنٹہ بعد روانہ ہوا۔گورنمنٹ کالج جھنگ کے ہوسٹل میں کھلاڑیوں کی رہائش اور خوراک کا مناسب انتظام ہو گیا تھا۔ اگلے روز غالباً صبح دس بجے گورنمنٹ کالج سرگودھا کیساتھ ہماری ٹیم کا پہلا میچ تھا۔ ہاف ٹائم تک کوئی ٹیم گول نہ کر سکی۔اچانک میچ روک کر ریفری میری طرف آیا اور کہا کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کی ٹیم کے پاس کھلاڑیوں کی مصدقہ فہرست نہیں ہے۔کیا آپ اس ٹیم کو کھیلنے کی اجازت دیں گے؟۔میں پوچھا اس سلسلے میں قواعد کیا ہیں۔ریفری نے بتایا کہ قواعد کے مطابق تو وہ ٹیم کھیل نہیں سکتی۔میں نے جواب دیا کہ پھر مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ قواعد کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ ریفری نے گورنمنٹ کالج سرگودھا کی ٹیم کے خلاف واک اوور دے دیا۔اس طرح ہم یہ میچ جیت گئے۔گورنمنٹ کالج سرگودھاکی ٹیم اسی روز واپس چلی گئی۔ان کے پرنسپل نے چیئر مین لاہور بورڈ سے رابطہ کیا تو ہمارے پرنسپل صاحب نے بتایا کہ میری ٹیم دوبارہ کھیلے گی میں چیپ وکٹری cheap victoryکا قائل نہیں ہوں۔سرگودھا کالج کے پرنسپل نے چیئر مین لاہور بورڈ سے کہا کہ اگر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل مان جائیں، تو یہ میچ دوبارہ ہو سکتا ہے۔چنانچہ اگلے روز مجھے گورنمنٹ کالج جھنگ کے پرنسپل نے بلایا کہ ربوہ سے آپ کے پرنسپل صاحب کا فون آیا ہے کہ ہماری ٹیم سرگودھا ٹیم کیساتھ دوبارہ میچ کھیلے گی۔چنانچہ ہماری ٹیم کے کھلاڑی وقت مقررہ پر گراؤنڈ میں پہنچ گئے لیکن سرگودھا ٹیم پھر بھی وہاں نہ پہنچ سکی۔ایک بار پھر ہماری کو فاتح قرار دے دیا گیا۔

فٹ بال کا اگلا میچ

ہمارا اگلا میچ جوہر آباد سے تھا جو ہم نے 2-1 سے جیت لیا۔اگلے روز ہمارا میچ گورنمنٹ کالج جھنگ کی ٹیم کیساتھ تھا۔یہ میچ بھی ہم نے زیادہ گول کرکے جیت لیا۔جھنگ کی ٹیم کوئی گول نہ کر سکی۔آخری روز ہمارا میچ گورنمنٹ کالج میانوالی کی ٹیم کے خلاف تھا۔ یہ میچ ہماری ہماری ٹیم نے4-1 گولوں سے جیت لیا اور زونل چمپئین شپ حاصل کر لی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہمارے کالج ٹیم نے زونل ٹرافی جیتی تھی۔ہماری ٹیم کے کھلاڑیوں کے نام یہ تھے: منیر احمد باجوہ (کیپٹن)، عبدالحلیم ظفر(سویڈن)، اظہراحمد، راجہ عبد الستار، نصیر چیمہ، محمد صدیق، عبد الرشید، نعیم الدین وسیم، رفیق گھو گھوال، منور احمد، نیاز مصلح (شکاگو امریکہ)، عبد الحمید عابد (حال لاہور)، عصمت اللہ رندھاوا، جمشیداحمد، محمد عاقل گول کیپر(جرمنی) اور زکریاورک (کینیڈا)۔جب گورنمنٹ

کالج میانوالی کی ٹیم کو شکست دے کر ہماری ٹیم زونل چمپئین شپ حاصل کی تو ایک مقامی نامہ نگار نے اخبار میں اشاعت کیلئے دونوں ٹیموں کی تصویر کھینچی تھی،اس تصویر کی ایک کاپی میرے پاس موجود تھی۔ کینیڈا میں مقیم زکریاورک جو اس ٹیم کے رکن تھے مجھ سے یہ تصویر بیس یا تیس سال قبل حاصل کی تھی۔انہوں نے مجھے بتایا کہ تصویر تعلیم الاسلام کے ویب سائٹ پرموجود ہے"

http://www.ticollegerabwah.com/sportsmen.htm

(الفضل ربوہ، مضمون تعلیم الاسلام کالج کی حسین یادیں، 8جنوری2011ء)

ٹیم کے تمام کھلاڑی ہر لحاظ سے گوناگوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔زکریاورک فل بیک تھے اور بہترین دفاع کرتے تھے۔گول کیپر عاقل نے ڈی کی لائن سے ہر آنیوالے گیند کو بڑی چابک دستی سے روک لیتے تھے۔ تمام کھلاڑیوں میں یک جہتی تھی اور پوری ٹیم میں تعاون کا جذبہ سرایت کئے ہوئے تھے۔کوچ کا بے حد احترام کرتے اور ہر تجویز پر فوراً عمل کرتے تھے۔زونل چمپئین شپ جیتنے کے بعد ہماری ٹیم کے تین کھلاڑی محمد عاقل خان، عبد الحمید عابد، زکریاورک لاہور ڈویژن کے مقابلہ جات کے ٹرائلز میں حصہ لینے کیلئے لا ہور گئے تھے۔ ان کا قیام دلی دروازے کی احمدیہ مسجد میں رہا تھا۔

دیگر کھیلیں

جب میں کالج میں تھا تو اس وقت باسکٹ بال کی کھیل اپنے جوبن پر تھی۔ پورے پاکستان سے ٹیمیں ربوہ آیا کر تی تھیں۔ اس کے علاوہ روئنگ کے مقابلوں میں ہمارے کالج کی ٹیم کا شہرہ دور دور تک پھیلاہوٗا تھا۔ہمارے کالج کی سٹوڈنٹ یونین بھی بہت سر گرم عمل تھی۔یونین کے صدر جمیل لطیف اور سیکرٹری نسیم احمد (عرف سیما) تھے۔تقریری مقابلہ جات میں ٹرافیاں جیت کا لایا کرتے تھے۔مجھے یاد ہے ایک دفعہ سر محمد ظفر اللہ خانصا حب کالج تشریف لائے تھے اور اور طلباء سے خطاب فرما یا تھا۔ پھر میرے وہاں قیام کے دوران اردو کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی اور ہم نے نامورشاعروں، دانشوروں، ادبیوں کو پہلی بار اتنی قریب سے دیکھا تھا۔ ایک دفعہ جب ربوہ سے باہر کی ٹیم ہار گئی تو انہوں نے ہمارے پرنسپل صا حب پر حملہ کردیا اور سعید احمد(عرف سعیدہ) درمیان میں آگیا جس سے اس کو شدید چوٹیں آئیں تھیں۔

مجھے ابھی تک روز روشن کی طرح یاد ہے کہ میں ایک روزکالج کی لائبریری میں بیٹھا اخبار پڑھنے کے علاوہ المنار کے پرانے شمارے پڑھ رہا تھا۔اچانک کسی نے بتایا کہ امریکہ کے صدر کینیڈی کو کسی سفاک شخص نے گولی مار کر موت کی نیند سلا دیا ہے۔میری عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال تھی۔یہ سن کر مجھ پر ہیبت طاری ہو

گئی تھی۔

کالج کے زمانہ کی ایک اور دستاویز جو میرے پاس ابھی محفوظ ہے وہ ٹی آئی کالج کی پروگریس رپورٹ ہے۔اس پر دسمبر ٹیسٹ1964ء کی تاریخ درج ہے اور اس پرامتحانات کے کنڑولر ایم آئی ناصر کے دستخط ثبت ہیں۔میرے مضامین درج ذیل تھے: انگلش، کیمسٹری، فزکس، میتھ، اردو اور دینیات۔تعلیم کے دوران میں نے ریاضی کے مضمون کو سب سے مشکل پایا جبکہ انگلش میرے لئے فطرتاً آسان تھی۔افسوس کہ گھریلوحالات کے پیش نظر میں کالج میں تعلیم جاری رکھ نہ سکا اور کراچی چلا گیا جہاں سے میں نے قانون کی ڈگری حاصل کی تھی۔فروری2009ء میں میں ربوہ کالج دیکھنے گیا تھا مگر وہاں کا گرد و پیش دیکھ کر کف افسوس ملتا رہا کہ ہماری مادر علمی کیساتھ سوتیلے بچوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ بھولی بسری یادوں پر مشتمل اس مختصر مضمون کو میں علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار پر ختم کرتا ہوں :

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ — وہ جھاڑیاں چمن کی وہ میرا آشیانہ
لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم — شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے — دل غم کو کھا رہا ہے غم دل کو کھا رہا ہے

☆☆☆

”مغربی معاشرہ میں ہمارے بچوں کے مسائل“

سیمنار کی تصویری رپورٹ

مغربی معاشرہ میں ہمارے بچوں کے مسائل کے زیر عنوان تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسو سی ایشن نے مورخہ ۲۸۔اپریل ۲۰۱۲ کو ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔یہ سیمینار بیت السبوح منعقد ہوا۔مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر نائب نیشنل امیر و مشنری انچارج جرمنی اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب سیکریٹری صاحب امور عامہ کو بھی خاص طور پر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اور مولانا حیدر علی صاحب ظفر ہی کی صدارت میں اجلاس ہوا۔

اس اجلاس کی مکمل تفاصیل تو یہاں بیان کرنا مقصود نہیں مگر یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ سب سے بڑا مسئلہ جو سامنے آیا اور اسی پر زیادہ گفتگو ہوئی وہ بچوں کی شادیوں کے بعد علیحدگی کے بڑھتا ہوا رحجان تھا۔ اس سلسلہ میں محترم مولانا حیدر علی صاحب ظفر نے بتایا کی جماعت نے حال ہی میں counseling کا سلسلہ شروع کیا ہے اور امید ہے اس سے انشاء اللہ اس صورت حال میں بہتری آئے گی۔ اس سیمینار کی بعض تصاویر پیش خدمت ہیں

☆☆☆

سکالر شپ فنڈ کے معاونین خاص

آپ کی تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کی طرف سے پاکستان کے مستحق طلباء کی امداد کے لئے پیش کرنے والے وظائف کی تحریک میں جن بھائیوں نے بطور معاونین خاص ایک طالب علم کا سالانہ مکمل خرچ (یا بعض نے اس سے بھی زائد) ادا کر دیا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے ان کے اسماء گرامی دعا کے لئے پیش ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول فرمائے۔

۱۔مکرم محترم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب
۲۔مکرم محترم چوہدری داؤد احمد چیمہ صاحب
۳۔مکرم محترم میاں اعجاز احمد صاحب
۴۔مکرم محترم چوہدری داؤد احمد کا ہلوں صاحب
۵۔مکرم محترم اکرام اللہ را نجھا صاحب
۶۔مکرم محترم شرافت اللہ خا ن صاحب
۷۔مکرم محترم شیخ منصور احمد صاحب
۸۔مکرم محترم سعید احمد نازصاحب
۹۔مکرم محترم عبد الحنان ڈوگر صاحب
۱۰۔مکرم محترم عبد الشکور بھٹی صاحب
۱۱۔مکرم محترم چوہدری انیس احمد صاحب
۱۲۔مکرم محترم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب
۱۳۔مکرم محترم منور احمد با جوہ صاحب
۱۴۔مکرم محترم حمید احمد خا لد صاحب
۱۵۔مکرم محترم حبیب اللہ طارق صاحب
۱۶۔خاکسار پروفیسر حمید احمد چوہدری

☆☆☆

چند یادگاری تصاویر

مورخہ ۱۸ مئی ۲۰۱۱ کو پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب کے اعزاز میں کنیڈا کے سابق طلباء کی دعوتی تقریب کا منظر

مورخہ ۳۱ اگست ۲۰۱۱ کو پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں کنیڈا کے سابق طلباء کی دعوتی تقریب کا گروپ فوٹو

مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۶ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسو سی ایشن کے سالانہ ڈنر میں تشریف لائے تقریب کے بعد حضور کے ساتھ گروپ فوٹو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ممبران تعلیم ا لاسلام کالج اولڈ سٹو ڈنٹس ایسو سی ایشن کا ایک اور گروپ فوٹو (۱۲ دسمبر ۲۰۰۶)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی پہلی مجلس عاملہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (۱۲ دسمبر ۲۰۰۶)

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حاضرین کوڈنر سے پہلے کالج کی ویب سائٹ دکھا رہے ہیں۔(۱۲ دسمبر ۲۰۰۶)

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

Im Namen Allahs, des Gnädigen, des Barmherzigen.

TALIM - UL - ISLAM COLLEGE RABWAH

Quarterly Magazine of

T.I. College Old Students Association Germany

English and German Section

ALMANAR

July 2012

Director:	**Prof. Hamid Ahmad Chaudhry**
Chief Editor:	**Choudhry Anis Ahmad**
Associate Editor:	**Chaudhry Naseer Ahmad**
Design:	**Muhammad Zaheer Ahmad (Software Engineer)**

Table of Contents

Nr.	Artikle	Page
1	Prophecy of the Holy Prophet (saw) on Khilafat	1
2	Editorial	2
3	Hazrat Musleh-E-Maood	4
4	Hope by Dr. Mohammad Zafarullah and his Letter	8
5	Role of Ahmadi Army Officers in the Defense of Pakistan	10
6	Was ist "Ahmadiyyat"	13

Prophecy of the Holy Prophet (saw) on Khilafat

"Prophethood shall remain among you as long as Allah shall will. He will bring about its end and follow it with Khilafat on the precepts of prophethood for as long as He shall will and then bring about its end. A tyrannical monarchy will then follow and will remain as long as Allah shall will and then come to an end. There will follow thereafter monarchial despotism to last as long as Allah shall will and come to an end upon His decree. There will then emerge Khilafat on precept of Prophethood." The Holy Prophet said no more (Masnad Ahmad)

Editorial

To refresh our memories of Talim-ul-Islam College, we have decided to reproduce some of the articles we used to read and write in Al-Manar. In the first issue we started with the inspiring address of Hazrat Khalifatul Masih III made to staff and students a few days after he had been elected Imam Jamat Ahmadiyya and which was published in a 1966 issue of Al-Manar. For Egnlish section we reproduced Tahir Arif's poem that he had written in memory of the *Alma Mater.* Following the same policy we have reproduced late Professor Habibullah Khan's article that he wrote on the demise of Hazrat Musleh Maood Raziallah and a poem from Prof. Dr. Mohammad Zafrullah, who was then a student. In the Urdu section, some of our very prominent old students, Bashir Ahmad Rafiq, ex-Imam of London mosque, Justice (retired) Mohammad Islam Bhatti and Zakria Virk, have recounted their recollections of their college days. All these articles are worth reading. We expect all our members and fellow old students' qll over the world to write about their own experiences of their student days, about their teachers and friends. That is the only way we can continue this magazine.

Mr Mohammad Daud Tahir, whose travel books many of you must have read, wrote on the memory of Prof. Mohammad Ibrahim Nasir. We want to have many such articles on the memory of our tachers and fellow students who have departed us to take their places in heaven.

Our Al-Manar used to be bilingual (Urdu and English) and most of our members would still like it to keep it that way. In view of the fact that our children in Germany are more comfortable in German, Hazrat Khalifatul Masih V (ayyadahullah taala) directed that the magazine should have a page or two in German language as well, so that the spirit of Talim-ul-Islam College should be passed on from generation to generation. This section requires the co-operation of our children, who should take over the German section of the magazine. Whereas we have succeeded in getting membership of some of our children, we have not yet been able to persuade them to come forward and join hands with us in this matter. We certainly do not want to ignore the wish of Hazrat Khalifatul Masih V. It is therefore necessary that all of us motivate our children to come forward and support the magazine. I assure you that we shall be open and flexible in letting them write on any topic of their choice and there whall be no restriction on their freedom of expression.

T. I. College Old Students Association has been reorganized in the United State of America. Prof. Dr. Mohammad Sharif Khan has been elected it president again and Raja Nasir Ahmad as secretary. We wish them and all other office-bearers and members God's guidance and success. We shall, insha Allah, extend full co-operation and support to our brothers in the United Satates. I hope we shall remain in regular touch with each other.

Our friends in Canada have also elected their officer-bearers for the association. They have had at least two successful informal get-togthers even before their elections. Since they have already sought and got approval of their elections from Hazrat khalifatul Masih V, we hope they shall live upto the expectations of Hazur. When Hazur graced the German Association with his presence in September 2011, he addressed, not only the members in Germany, his instructions were addressed to old students all over the world.

President:
Prof. Dr. Mohammad Sharif Khan

Secretary:
Raja Nasia

Teasure:
Aslam Perwaiz Chaudhary

Executive Members:
Nasir jamil,
Dr. Safi Chaudhary

HAZRAT MUSLEH-E-MAOOD

By: Prof. Habibullah Khan

Ah! What we dreaded most came to pass at last. The night between November 7 and 8 proved very fateful and our beloved Imam, the compassionate leader, Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, the second successor of the promised Messiah (peace be upon him) left us bereaved and departed from us for ever. Inna Lillahe Wainna Ilaihe Rajeoon. May his soul rest in eternal peace. Amen.

How terrible was the hour! How great the calamity! The news of his sad demise spread like wild fire in the whole town and engulfed all in the deepest sorrow. We were completel struck with grief and did not know what to do. Despite his long illness we had never thought of his parting and were not prepared for such an eventuality. He had been very ill for sometime and the doctors described his condition as serious, yet we hoped that he would recover and we continued to pray for his long life as fervently and as best as we could.

But alas! The hour had come – the hour which no human effort or ingenuity could possibly alter. It was the final call from the Creator to which Hazrat –ameerul Momineen submitted cheerfully and peacefully and breathed his last at 2.20 a.m.

The news of his demise was conveyed to Ahmadis of Pakistan living in different parts of the country on the phone as quickly as possible. Urgen messages were also despatched to foreign missions all over the world. Radio Pakistan and the British Broadcasting Corporation also helped in ceying the news to their listners. Owing to the kind co-operation of the telephone department, people in Lahore, Lyallpur, and Sargodha etc. got the news almost at the same time as those living in different localities of Rabwah.

As soon as the news was announced people began to flock round the Qasr-e-Khilafat (the residence of the late Hazrat Ameerul Momineen) in great dismay. There was silence and gloom all around. Voices were hushed and heads hung low. Intense grief and deep ansiety was writ large on every face. Everyone played silently for the departed soul and the future of the Community.

By early morning people from outside began to arrive by cars, buses and trains. Some managed to come even by aeroplanes. This influx of Ahmadis continued till late in the evening and even on the next day. Almost sixty thousand people, both men and women, had assembled to pay their last respects to their beloved Imam. They stood patiently along the roads in queues for hours to have a final look at his face. Inside the house womenfolk had also in large numbers for the same purpose. The whole process was well organized and every man, woman and child got the opportunity of seeing the face of his holiness in an orderly manner. This public display of the deceased Imam continued till the afternoon of the next day (November 9) almost upto the time of the burial.

The Election of the Successor

For religious communities which come into existence through the appearance of a prophet or a God-sent reformer, the death of the founder or his successor is an event of great magnitude and a big catastrophe. Very often the whole organization and and its newly built structure is shaken to its very foundations. There are serious repercussions and sometimes a number of unpleasant chain reactions start. For members of the community, it is an hour of trial. God wishes to see how they conduct themselves at the critical moment. Whether they remember His favours and hold fast to His rope or get divided. Many of those who are not well disposed to the community find it an excellent opportunity for sowing the seeds of discord and dissention and make all possible efforts to create confusion. Such an occasion is always marked with deep anxiety.

Realising the difficulties of such a situation and its far reaching effects, Hazrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih II had appointed an electoral college in his life time. The members of the electoral college got together in Masjid Mubarak on the 8th of November 1965 after Isha prayer. The election was held behind closed door under the chairmanship of Sahibzada Mirza Aziz Ahmad, Nazir Aala Sadr Anjuman Ahmadiyya. Thousands of Ahmadis, standing in sigle file outside the mosque, anxiously awaited the result.

Burial

People continued to pour in Rabwah even on the next day and it was decided that Namaz-e-Janaza would be offered after Asar prayers. To avoid confustion, the route on which the coffin would be carried was announced before hand and the position of people belonging to different districts and towns was also allocated so that everyone may take part in the ceremony in a systematic and orderly way.

Hazrat Sahibzada Mirza Nasir Ahmad, till then the Principa of Talim-ul-Islam College and president of Sadar Anjuman Ahadiyya, was unanimously elected as the next Caliph and Imam of the Ahmadiyya community. Immediately after the election, all members of the electoral college, without a single exception, pledged allegiance to him and renewed their covenant of Bait on his hand. After that the result of the election was made publicand all those who waited outside were permitted to come in and renew their pledge. Nearly five thousand people took the oath of allegiance on this first occasion. This unanimous election was hailed by all as a great blessing of God and it instantly dispelled all anxiety and worry.

Within the compound of Qasar-e-Khilafat the coffin was carried by the members of the late Imams family, companions of the promised Messiah, members of Sadr Anjuman Ahmadiyya , the Tehrik-e-Jadid, the Waqf-e-Jadid, members of Majlis-e-Ansarullah and Khuddamul Ahmadiyya till it reached the Bahishti Maqbara.

The Great Leader

Hazrat Ameerul Momineen was a great leader and combined in himself all the qualities needed for the big task before him. The importance of his personality can be judged by the fact that his birth had been predicted. In the revelations of the Promised Messiah it was prophesied that he would be pious, extremely intelligent and dignified in appearance. He would be gifted with a dominant personality and great wealth. Through God's grace he would be able to purify ailing souls and shall bring freedom to those bound in chains. He will dive deep into the fountain of knowledge, both secular and spiritual, and despite his great intellect, learning and comprehension, he would be kind of heart and very forgiving. He would be an embodiment of purity and spiritual light and would be blessed with God's pleasure. Becoming in manners and exalted in rank, he would be manifestation of God's exalted station. Making rapid strides he would bring freedom to the enslaved and would win world-wide fame and renown. Nations would be blessed through him and thereafter his soul would be raised to Heaven.

These revelations contain a comprehensive description of the great qualities of head and heart possessed by him. It would be futile to add anything further to the above description. In appearance and manners he was a complete replica of his illustrious father. With his unusual sagacity and foresight he guided the destiny of millions of people and planted the seed of Islam in every nook and corner of the world. In his eloquent speeches and profuse writings he has brought out the excellences and of the Holy Quran and proved its worth and superiority over other scriptures. He infused a new spirit of sacrifice and devotion among his followers and prepared them to fight the battle of Islam with patience, humility and determination.

He organized the missionary work and established centres for the propagation of true Islam. Under his guidance the Holy Quran was translated into many languages and numerous mosques were built in foreign lands. He firmly established the institution of Khilafat and completely shattered the hopes of those who wanted to confuse this issue for their own personal ends. There were many storms from within and from without but he neither failed nor faltered. With God's grace and guidance he faced them all and steered clear of all pitfalls.

In 1914 when he took over the reigns of Khilafat in his hands there were a few annas in the treasury. Now the budget amount to something like six mission rupees. Then he was handicapped by opposition of a powerful group of men who dominated the work of the Anjuman. Having cut itself apart from the main body that opposition has dwindled into insignificance. The community well organized centre with branches all over the world, each branch serving as a nucleus for the land around. The message of the Allmight God and the Holy Prophet Muhammad (peace and blessing of Allah be upon him) and Hazra Ahmad of Qadian is being propagated from there with unabated zeal

and the time is not far when, God willing, the supremacy of Islam would be finally established and this earth of ours would be filled with God's praises.

All these achievments prove beyond doubt that Hazrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih II was a man of extra-ordinary capabilities, almost an angel in human form and that he was a true successor of a true prophet. He received guidance and help from God in all his undertakings and was never daunted by opposition or difficulties. That he was blessed with God's love is proved by the revelations he received and also by the numerous visions and dreams that came true in due course. A man whose birth was predicted, whose excellences have been mentioned in the scriptures as well as in some of the writings of our own saints was certainly a rare personality and deserves honour and praise. May God shower his blessings upon him and may his soul rest in eternal peace. Amen.

HOPE

By: Mohammad Zafarullah

Hope, sweet hope!

To thee every soul is tied,

By a steady rope,

Unbreakable till by death tried,

Death is nothing, nothing,

But a relief to soul,

To man thou art giving,

A brighter aspect of his goal,

Thou art sweet, thou art fine,

Thou liveth in palaces and huts alike,

Thou art with diggers of coalmine,

And art thou with seekers of shell,

God always helpeth the man,

Who catcheth thee well.

(Note: This poem has been copied from Al-Manar of Jun.March 1966. The Poet- Mohammad Zafarzullah, then a student of T. I. College Rabwah, is now Dr. Mohammad Zafarullah, a retired Professor of Mathematics in the United States of America –Editor)

Letter of Dr. Mohammad Zafarullah

Dear Chaudhry Sahib,
I had given up teaching and was devoting my time to writing and research when an invitation to visit Beijing University came along in 2010. The month-long visit to China gave "courage" to my friend at the University of Iowa to suggest that I teach there for a semester. (He is quite influential there, in fact he is the Chairman of the Mathematics Department these days.) The semester turned into a year and then I realized that my health would not permit me to go on.
I wrote a sort report on my visit to China. The "report" is "heavy" because it contains pictures and so hard to attach, but here's a link to it: http://www.lohar.com/China.htm
Now of course I have problems walking. So, perhaps, I would not be teaching anymore. However if I am well enough and if there's an invitation to visit a university covering my expenses, I might consider going. (Help me Lord, for I have no strength to go on and no concept of giving up!)
Wassalam,

Muhammad Zafrullah

ROLE OF AHMADI ARMY OFFICERS IN THE DEFENSE OF PAKISTAN

By: Brig. (retired) Latif Ahmad Gujrati

There is a tendency in a certain class of individuals in Pakistan to try and change history by twisting or altogether denying the facts, with a view to satisfying their false egos or to deliberately deceive the less informed public.
One field of special interest for these elements has been to deny the role of Jamaat-e-Ahmadiyyah in the Pakistan Movement and later in its defense. This trend was especially encouraged at the govt. level in the time of Zia ul Haq. As far as the role and performance of Ahmadi army officers in the defense of Pakistan is concerned, the general public may not be having much idea about it. However, in the Army most of the officers know and do acknowledge the true facts about Ahmadi officers' great contributions in the defense of the motherland. Recently, there came up a reference to this subject during a related discussion on the internet in one of the blogs among the members of Pakistan Ex Service Men Association (PESA). During the discussion the Secretary General of PESA had this to say about the performance of Ahmadi Generals:".....the only Generals who performed in the battlefields of 65 and 71 were Ahmadis". He was very right and fair in this comment.

Battle for Rann of Kachh was fought just before the all out war of 1965. It was the first ever large scale action (involving minimum a Brigade size force) between Pakistan and India after the Kashmir war of 1948. Pakistan won a resounding victory in that battle which lifted the national morale sky high and went a long way in preparing the nation for the war that followed soon thereafter. The battle is still remembered and in fact will always be remembered with a lot of pride by Pakistanis. The disputed territory of the Rann of Kachh was retrieved from Indian occupation and remains with Pakistan till today. The Pakistani commander in this battle was Brigadier Eftikhar Janjua, an Ahmadi officer.

Famous battle of Chawinda, which came to be known as the biggest tank battle after the Second World War, was fought by Brigadier Abdul Ali Malik. This battle ensured

successful defense of Sialkot. Brigadier Abdul Ali Malik single handedly decided to make a stand and fight inspite of the fact that the higher command had decided to withdraw from the sector and order vacation of Sialkot in the face of an overwhelming Indian armour attack.
Brigadier Ali actually defied the GHQ orders to vacate the area and withdraw behind Sialkot and decided to instead make a bold stand with a limited force, thus completely surprising the enemy, imposing caution on him
and finally, after a fierce tank battle, stopping the enemy armoured division's attack. It was a very bold and decisive action which defeated the enemy's plan of capturing Sialkot and cutting off GT Road and also the Railaway link near Wazirabad. It may be remembered that had the road and rail link been cut off by India at Wazirabad, West Pakistan would have been divided into two parts and that would have dislocated the defense and logistics of the whole country.

North of Sialkot in Kashmir territory, Chhamb was the biggest Indian enclave across a major water obstacle (River Tawi in this case) on Pakistan side which was considered dangerous because the enemy could concentrate his forces across the river and launch an attack to capture large territory and cut off GT Road at Gujrat. This enclave was attacked and captured in a swift operation launched by the force commanded by General Akhtar Hussain Malik and the threat was eliminated. General Akhtar Hussain Malik was the elder brother of Brigadier Abdul Ali Malik.

General Akhtar Malik quickly followed up his victory of Chhamb by launching an attack across River Tawi with the mission of capturing Akhnoor and cutting off Indian supply line to Jammu and Kashmir. He was very close to success when Ayub Khan ordered a change of command against all principles and rules of warfare. Perhaps, sensing the sure success of the operation which could result in Indian capitulation in Kashmir, Ayub Khan had decided to let his friend Yahya Khan take the credit instead of Akhtar Malik. Yahya Khan turned the success into failure but the name of General Akhtar Malk lives on as a legendary son of soil.

General Akhtar Malik's Operation Grand Slam was the closest we had ever gone to taking Kashmir. Since after that lost opportunity in 1965, with every passing day, we have been drifting away and away from our hope and dream of Kashmir.........!

Chhamb enclave was handed back to India after 65 war as part of the agreement between the two countries. During 71 war it was again captured by Pakistan Army, this time by the force commanded by General Eftikhar Janjua. The enclave has remained with Pakistan since then like Rann of Kachh. General Eftikhar Janjua embraced shahadat in the battlefield of Chhamb. He has the singular honor of being the only Pakistani General who embraced shahadat in the battlefield.

If we study the history of 65 and 71 wars, we notice that most of the actions which have become famous, memorable and legendary and have given the Pakistani nation a feeling of genuine pride, where Pakistanis can really raise their heads high

(Rann of Kachh 65, Chhamb 65, Chawindah 65, Chhamb 71) were fought by Ahmadi commanders. Additionally, there were a large number of junior level Ahmadi officers who participated in the wars of 65 and 71. Each one of them fought bravely and won admiration of their juniors and seniors alike.

More recently, another Ahmadi officer has given his life in the defense of motherland, fighting against the terrorists on Pak-Afghan border. He was young Major Afzal Ahmad who embraced shahadat in Bajaur sector on 19 June, 2009 and made his family and the Jamaat proud with his bravery. He was buried in Rabwah with full military honors given by a contingent of Pakistan Army.

May God bless the souls of these sons of Ahmadiyyat and great soldiers of Pakistan......Ameen !

Was ist "Ahmadiyyat"

In der heutigen religiösen Welt spielt die Ahmadiyya Muslim Jamaat (AMJ) eine einzigartige Rolle. Die AMJ ist mit ihren vielen zehn Millionen Mitgliedern in über 195 Staaten der Erde die größte islamische Reformbewegung unserer Zeit. Unter dem Vorsitz eines gewählten Khalifen tritt sie ein für die ursprünglichen Werte des Islam: Barmherzigkeit gegenüber allen Menschen, absolute Gerechtigkeit, Gleichwertigkeit von Mann und Frau, Trennung von Religion und Staat, Beendigung gewalttätiger Aktionen im Namen der Religion sowie die Menschenrechte, wie sie im Koran festgelegt worden sind.
Das macht sie nach Meinung vieler unabhängiger Persönlichkeiten einmalig, was sich in der folgenden Aussage ausdrückt:

"Die Ahmadiyya-Muslim-Bewegung ist die einzige moslemische Organisation, die weder über einen politischen noch einen militanten Flügel verfügt." (Gill, I./ Backhausen, M.: Die Opfer sind Schuld – Machtmissbrauch in Pakistan, Akropolis Verlag 1994, S. 41-45)

In Deutschland stellt die AMJ mit ihren etwa 30.000 Mitgliedern eine der großen Institutionen unter den organisierten Muslimen dar. Sie unterhält deutschlandweit über 30 Moscheen und etwa 225 lokale Gemeinden sowie einen TV-Sender und einen Verlag.
Trotz der friedlichen Interpretation des Islam sind die Anhänger der Bewegung in vielen islamischen Ländern und zum Teil sogar im Westen Anfeindungen und gewalttätigen Angriffen orthodoxer Muslime ausgesetzt. Dagegen setzt sich die AMJ für die Freiheit des Glaubens ein, denn im Heiligen Koran heißt es:

"Es soll kein Zwang sein im Glauben!" (2:257)
Folgerichtig lautet das von der AMJ weltweit propagierte Motto:
"Love for All, Hatred for None"- "Liebe für Alle, Haß für Keinen!"

Die AMJ ist weder eine neue Religion, noch eine Ergänzung zu einer alten. Sie erklärt nur die Weisheit und die Philosophie des Islam für unsere Zeit, indem sie den Islam von allen Verkrustungen befreit und ihn so praktiziert, wie es der Heilige Prophet Muhammadsaw vorgelebt hat.

Die Lehre der AMJ basiert auf dem Heiligen Koran, der Sunna und den Hadith. Dementsprechend definieren die Glaubensartikel der AMJ den Koran als Wort Gottes, das die Menschen führt und leitet, und den Heiligen Propheten Muhammad[saw] als vollkommene Verkörperung der islamischen Lehren, dessen Beispiel (Sunnah) jeder Muslim nacheifern soll.

Weiterhin hält die AMJ unabänderlich an die fünf Grundpfeiler des Islam fest:
Das islamische Glaubensbekenntnis (Schahada bzw. Kalima), die täglichen fünf Gebete (Salaat), die Armensteuer (Zakaat), die Pilgerfahrt nach Mekka (Hadsch) und das Fasten im Monat Ramadan (Saum).

Das gleiche gilt für die sechs Glaubensartikel des Islam:
Glaube an die Einheit Allahs (Tauhid), Glaube an die Gesandten Allahs und an Muhammad[saw] als Khatam-un-Nabiyyin (Siegel der Propheten), Glaube an die von Gott

offenbarten Bücher und an den Heiligen Koran als letztes gesetzbringendes Buch, Glaube an die Engel Allahs, Glaube an den Jüngsten Tag, Glaube an das Vorauswissen Allahs über Seine Geschöpfe und der Glaube an ein Leben nach dem Tod.

Der Verheißene Messias und Mahdi[as]
Jedes neue Zeitalter bringt jedoch neue Herausforderungen mit sich, so dass Gott den Muslimen versprochen hat, ihre Religion von Zeit zu Zeit zu erneuern bzw. zu reformieren. Die Aufgabe eines Mudschaddids (Erneuerer der Religion) ist es, die ursprünglichen Lehren der Religion wiederherzustellen und den Heiligen Koran entsprechend den Nöten und Herausforderungen des neuen Zeitalters zu interpretieren.
Darüber hinaus hat der Heilige Prophet Muhammad[saw] eine Vielzahl von Prophezeiungen gemacht, in denen von der spirituellen Wiederkunft Jesusas und dem Auftreten des Imam Mahdi die Rede ist.

Den Voraussagen zufolge würde Jesusas als Imam der Muslime - aus ihren Reihen also - wiederkommen. Er wäre kein neuer Prophet in dem Sinne, dass er ein neues Gesetz brächte, sondern er würde ein "Schattenprophet" sein, d. h. dem Heiligen Propheten Muhammad[saw] untergeordnet, und innerhalb des Islam ein vollkommener Anhänger des Heiligen Prophetensaw und des Heiligen Koran, sein.

Dies widerspricht nicht der Aussage, dass der Heilige Prophet Muhammad[saw] das "Siegel der Propheten" (Khatam-un-Nabiyyin) ist, denn dies bedeutet nicht "letzter der Propheten", sondern der "beste und größte aller Propheten". Insbesondere diese Frage spaltet orthodoxe Muslime und die AMJ.

Entsprechend den Prophezeiungen gründete der Mudschaddid des 14. islamischen Jahrhunderts, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as] (1835-1908), die AMJ im Jahre 1889 in Qadian (Indien). Er ist gleichzeitig der von allen Weltreligionen verheißene Reformer der Endzeit (die geistige Wiederkunft Jesus[as] und der Imam Mahdi), der die Welt durch sein Wirken innerhalb von 300 Jahren nach seinem Erscheinen zum Frieden führen wird.
Der Verheißene Messias[as] hat den Islam aus einer tiefen Depression wiederbelebt und ihn gegen falsche Anschuldigungen und die christlichen Missionsversuche im 19. Jahrhundert erfolgreich verteidigt. Dazu hat er die Wahrheit und Schönheit des Islam in über 80 Büchern dargelegt.

Er hat die angeblichen Widersprüche (Abrogation) im Heiligen Koran beseitigt und bereits vor mehr als einhundert Jahren deutlich erklärt, dass den Lehren des Heiligen Korans und den Lehren des Heiligen Propheten Muhammad[saw] zufolge der Gebrauch von Gewalt in Glaubensdingen absolut verboten sei.
Der Verheißene Messias[as] hat die mittelalterliche Lesart des Heiligen Koran durch eine moderne metaphorische Auslegung ersetzt, welche die Notwendigkeit der islamischen Lehre auch für die Lösung der Probleme in unserer Zeit begreifbar macht.

Er hat die Frau, die in vielen islamischen Gesellschaften durch Tradition und falsche Auslegung des Heiligen Koran, eine passive Rolle einnehmen musste, befreit. Dazu widerlegte er die Argumente vieler orthodoxer Geistlicher durch den Heiligen Koran und die Ahadith. Wie Allah einmal ihm offenbarte, ist die Ehefrau nicht eine Dienerin, sondern eine Gefährtin (Tazkirah).

Durch die Gründung der AMJ und der Begründung des rechtgeleiteten spirituellen Khalifats legte er darüber hinaus die Basis für eine friedliche Verbreitung der unverfälschten Lehre des Islam in allen Teilen der Welt.

Khalifat

Nach dem Ableben ihres Gründers wurde die AMJ von seinen gewählten Nachfolgern geleitet – den Khalifen. Das derzeitige spirituelle Oberhaupt der Gemeinde, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad[atba], wurde im Jahre 2003 als fünfter Nachfolger des Verheißenen Messiasas gewählt.

Die AMJ ist damit weltweit die einzige islamische Bewegung, die durch ein spirituelles Khalifat geführt wird.

Persönlichkeiten

Aus der AMJ gingen viele Persönlichkeiten hervor. Die bedeutendsten unter ihnen waren
- Prof. Dr. Abdus Salam (erster muslimischer Nobelpreisträger)
- Sir Muhammad Zafrulla Khanra (Außenminister Pakistans, Vorsitzender der UNO-Generalversammlung und Präsident des Internationalen Gerichtshofes in Den Haag)
- Mirza Muzaffar Ahmad (Finanzminister Pakistans, Präsident der Weltbank und Geschäftsführer des Internationalen Währungsfonds)

Moscheen in allen Teilen der Welt

Die AMJ gilt bei Moscheebauten als Pionier. Als erste Moschee auf dem amerikanischen Kontinent überhaupt wurde 1922 die Wabash Moschee in Chicago eingeweiht, wohingegen die erste Moschee in Europa nach den Mauren die 1924 errichtete Fazl Moschee in London war.

In Deutschland besitzt sie mit der 1957 erbauten Fazle-Omar Moschee in Hamburg die erste Moschee der Nachkriegszeit.

Im Jahre 2003 wurde mit Bait-ul-Futuh die größte Moschee Westeuropas im Herzen von London eingeweiht, die Platz für über 10.000 Gläubige bietet.

Durch den weltweiten Bau ist die Anzahl der Ahmadiyya Moscheen auf über 14.000 angewachsen.

Literatur in über 100 Sprachen

Auch beim Übersetzen des Heiligen Koran in andere Sprachen ist die AMJ wegweisend.

Sie hat das Heilige Buch der Muslime in über 40 Weltsprachen, einschließlich Chinesisch, Französisch, Spanisch und Russisch, vollständig übersetzt sowie aufklärende, zum größten Teil kostenlose, Literatur über den Islam in der ganzen Welt herausgegeben.

Die Übersetzung ausgewählter Verse des Heiligen Koran liegt sogar in mehr als 100 Sprachen vor.

Die deutsche Koranausgabe wurde sogar bei ihrer Veröffentlichung 1954 vom höchsten Gremium des orthodoxen Islam, der Al-Azhar Universität in Kairo, als herausragende und beste deutsche Übersetzung bezeichnet.